امام مسلمؒ اور اختلاف اسانید و متون (کتاب التمییز کا ناقدانہ جائزہ)

Imam Muslim and contradiction in chain of narrators and contextsA critical study of His book "al-tameez"

DOI: 10.5281/zenodo.8166560

*Noor Ur Rehman Hazarvi
**Muhammad Imran
***Syed Naeem Badshah

Abstract

"Kitab ut Tameyyez" by Imam Muslim may be held the easiest one on Ilm ul Allal. The original book is lost but the one available is a summary of the original one. Apparently it seems to be incomplete. The available published copies of this book quote as many as 25 sayings of the Prophet. Amongst these quoted sayings, a few lack in both authenticity or continuous chain of narration. This article deals with the cited sayings lacking in authenticity or continuous narration. The
y are eleven in all.

Keywords: *Kitab, Tameyyez, Imam Muslim, Ilm ul Allal, narration*

امام مسلمؒ کی "کتاب التمییز" علم العلل میں سب سے آسان ترین کتاب ہے، اصل کتاب تو مفقود ہے، اور جو مطبوع ہے، وہ اس کتاب کا اختصار ہے، مگر لگتا ہے کہ وہ بھی مکمل نہیں ہے، مطبوعہ نسخوں میں مذکور احادیث کی تعداد پچیس ہے۔ جن میں سے کچھ احادیث ایسی ہیں، جن کے متون واسانید دونوں میں علل ہیں، کچھ احادیث ایسی ہیں، جن کی صرف اسانید میں علل ہیں، اور کچھ احادیث ایسی ہیں، جن کے متون و اسانید دونوں میں علل ہیں۔ پیش نظر بحث میں صرف ان احادیث کا مختصر نقدی جائزہ پیش کیا گیا ہے، جن کی اسانید و متون دونوں میں علل ہیں۔ ان احادیث کی کل تعداد گیارہ ہے۔

علم العلل تمام علوم الحدیث میں بلا مبالغہ انتہائی دقیق، خفی اور مشکل ترین علم ہے؛ اسی وجہ سے ہر زمانہ میں اس علم کے ماہرین انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، اس علم کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس علم میں مہارت کے بغیر کوئی شخص کسی بھی حدیث پر حکم لگانے کا اہل نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ صحتِ حدیث کی دو اہم ترین شرطیں جو کہ "السلامۃ من الشذوذ" اور "السلامۃ من العلۃ" ہیں، کا کسی بھی حدیث میں تحقق اس علم میں مہارت کے بغیر معلوم نہیں کیا جاسکتا۔

....

*Ph.D Scholar Faculty of Usuluddin, Department of Hadith, International Islamic University Islamabad
**Assistant Professor, Shaikh Zayed Islamic Centre University of Peshawar
***Chairman, Department of Islamic Studies, The University of Agriculture Peshawar

بلاشبہ یہ علم علوم الحدیث کی اکثر انواع کا خلاصہ ہے، علم الجرح والتعدیل جیسا عظیم ترین علم، علم العلل کی فرع، اور اس کا نتیجہ اور ولید ہے۔ اس علم میں ائمہ متقدمین نے متعدد بیش بہا کتب تصنیف کی ہیں، جن میں سے ہر کتاب اپنی جگہ بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ انہی کتابوں میں سے ایک کتاب، "کتاب التمییز" ہے۔ یہ امام مسلم بن الحجاجؒ القشیریؒ کی تصنیف ہے، یہ کتاب بلاشبہہ علم العلل میں آسان ترین کتاب ہے، اگر اس کتاب سے ابتداء کی جائے تو طالب علم کے لئے اس فن کو سمجھنے کے لئے ایک اہم بنیاد میسر آجائے گی، مگر شومئ قسمت دیگر اہم اور قیمتی اسلامی مصادر کی طرح یہ کتاب بھی دست بردِ زمانہ کی نذر ہو چکی ہے، اور تاہنوز یہ کتاب ناپید ہے۔ البتہ بعض اہلِ علم نے اس کا اختصار لکھا ہے، جو چند سال پہلے زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔ مگر لگتا ہے کہ یہ اختصار بھی ناقص ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ متأخرین علماء کی کتب میں کتاب التمییز کے حوالہ سے کئی نقول ملتی ہیں، جن میں سے بعض اس اختصار میں موجود نہیں ہیں۔

مطبوعہ نسخوں میں جو احادیث مذکور ہیں، ان کی تعداد پچیس ہے۔ جن میں سے کچھ احادیث ایسی ہیں، جن کے متون میں علل ہیں، کچھ ایسی ہیں، جن کی اسانید میں علل ہیں، اور کچھ ایسی ہیں، جن کے متون و اسانید دونوں میں علل ہیں۔ ذیل میں ان احادیث کا مختصر نقدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے، جن کی اسانید و متون دونوں میں علل ہیں۔ ان احادیث کی کل تعداد گیارہ ہے۔ وباللہ التوفیق!

پہلی حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «حدثنا محمد بن بشار، ثنا يحيى بن سعيد، ومحمد بن جعفر قالا: ثنا شعبة، عن سلمة بن كهيل، قال: سمعت حجرا أبا العنبس، يقول: حدثني علقمة بن وائل، عن وائل، عن النبي ﷺ، وثنا اسحاق، أنا أبو عامر، ثنا شعبة، عن سلمة، سمعت حجرا أبا العنبس، يحدث عن وائل بن حجر، عن النبي ﷺ بهذا الحديث، كلهم عن شعبة، عن سلمة، عن حجر، عن علقمة، عن وائل، إلا إسحاق، عن أبي عامر؛ فإنه لم يذكر علقمة، وذكر الباقون كلهم علقمة. سمعت مسلمًا قال: أخطأ شعبة في هذه الرواية، حين قال: وأخفى صوته، وسنذكر إن شاء الله رواية من جاء بخلاف حديث شعبة فيها فأصابه............»۔ (1)

علت کی تشریح: اس حدیث کا مدار سلمہ بن کہیل پر ہے، ان کے دو شاگرد امام شعبہؒ اور امام سفیان ثوریؒ ان سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، امام شعبہؒ یہ حدیث روایت کرتے وقت سندیوں ذکر کرتے ہیں: عن سلمہ بن کہیل، عن حجر ابی العنبس، عن علقمہ بن وائل، عن وائل، عن النبی ﷺ، اور متن میں "آمین" ذکر کرتے ہوئے کہا: « وأخفى صوته »۔ جبکہ امام ثوریؒ یہ حدیث روایت کرتے ہوئے سندیوں ذکر کرتے ہیں: عن سلمہ بن کہیل، عن حجر بن عنبس، عن وائل، قال: «سمعت النبي ﷺ قرأ: ولا الضالين قال: آمين يمد بها صوته»۔ گویا شعبہؒ نے ثوریؒ کی تین جگہوں میں مخالفت کی ہے: سند میں حجر بن عنبس کے بجائے حجر ابو العنبس کہا، اسی طرح حجر اور وائل بن حجر کے درمیان علقمہ کا واسطہ ذکر کیا، اور متن میں ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے آہستہ آمین فرمائی۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں: ثوریؒ، شعبہؒ سے اثبت اور اقوی ہیں، پھر ثوریؒ کی متابعت بھی کی گئی ہے، سلمہ بن کہیل کے بیٹے محمد اور یحیٰی اور علاء بن صالح نے ان کی متابعت کی ہے، اگرچہ یحیٰی متروک اور محمد ضعیف

ہیں؛ اس لئے ثوریؒ کی روایت صحیح ہے، اور شعبہ سے سند اور متن میں غلطیاں ہوئی ہیں، علاوہ ازیں بقول امام مسلمؒ کے شعبہؒ کی یہ روایت باب میں وارد دیگر احادیث صحیحہ کے بھی مخالف ہے۔

دوسری حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ومن الأخبار التي يهم فيها بعض ناقليها: حدثنا يحيى بن يحيى وأبو كريب ومحمد بن حاتم قالوا: ثنا أبو معاوية، عن هشام، عن أبيه، عن زينب، عن أم سلمة، أن رسول الله ﷺ أمرها أن توافي معه صلاة الصبح يوم النحر بمكة. سمعت مسلمًا يقول: وهذا الخبر وهم من أبي معاوية، لا من غيره؛ وذلك أن النبي ﷺ صلى الصبح في حجته يوم النحر بالمزدلفة، وتلك سنة رسول الله ﷺ فكيف يأمر أم سلمة أن توافي معه صلاة الصبح يوم النحر بمكة، وهو حينئذٍ يصلي بالمزدلفة، سمعت مسلمًا يقول: هذا خبر محالٌ، ولكنَّ الصحيح من روى هذا الخبر غيرُ أبي معاوية: وهو أن النبي ﷺ أمر أن توافي صلاة الصبح يوم النحر بمكة، وكان يومها فأحب أن توافي، وإنما أفسد أبو معاوية معنى الحديث حين قال: توافي معه. سمعتُ مسلمًا يقول: وسنذكر إن شاء الله رواية أصحاب هشام، عن هشام هذا الحديث؛ ليتبين من صواب مصيبيهم فيه وخطأ مخطئهم. حدثنا ابن أبي عمر، ثنا سفيان، ثنا هشام، عن أبيه أن رسول الله ﷺ أمر أم سلمة أن تصلي الصبح يوم النحر بمكة، وكان يومها، فأحب أن توافقه. وروى هذا الحديثَ عبدة عن هشام، ويحيى عن هشام؛ فالرواية الصحيحة من هذا الخبر ما رواه الثوري عن هشام، وقد روى وكيع أيضًا؛ فوهم فيه كنحو ما وهم فيه أبو معاوية. حدثنا أبو بكر، ثنا وكيع، عن هشام، عن أبيه، عن النبي ﷺ أمر أم سلمة أن توافيه الصبح بمنى. سمعت مسلمًا يقول: وسبيل وكيع كسبيل أبى معاوية أن النبي ﷺ صلى الصبح يوم النحر بالمزدلفة دون غيرها من الأماكن لا محالة.»۔ (2)

علت کی تشریح: اس حدیث کا مدار ہشام بن عروہ پر ہے، ان سے اس حدیث کی سند اور متن روایت کرنے میں ان کے شاگردوں کے درمیان اختلاف ہے:

ابو معاویہ الضریرؒ یہ حدیث ہشام بن عروہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں: عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن زينب بنت أم سلمة، عن أم سلمة، «أن رسول الله ﷺ أمرها أن توافي معه صلاة الصبح يوم النحر بمكة»۔ یعنی: آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ یوم النحر کو مکہ میں فجر کی نماز میں ان سے مل لیں۔

سلیمان بن ابی داودؒ یہ حدیث ہشام بن عروہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں: عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن أم سلمة، «أن رسول الله ﷺ أمرها أن توافي.....»۔

ضحاک بن عثمانؒ یہ حدیث ہشام بن عروہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں: عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، «أن رسول الله ﷺ.....»۔ ان کی متابعت یعقوب بن عبد الرحمنؒ اور عبد العزیز دراوردیؒ - من رواية الشافعي عنه - نے بھی کی ہے، جب کہ سعید بن منصور کی روایت میں عبد العزیز دراوردیؒ، سفیان ثوریؒ و یحیٰی القطان وغیرہ کی طرح روایت کرتے ہیں۔ گویا دراوردیؒ اس حدیث کی روایت کرنے میں مضطرب ہیں۔

جبکہ سفیان بن سعید ثوریؒ، وکیع بن الجراحؒ، معمر بن راشد ازدیؒ، یحیی بن سعید القطانؒ، حماد بن سلمہ، عبد الرحمن بن مہدیؒ،

عبدۃ بن سلیمانؒ، داؤد بن عبد الرحمن عطارؒ، سفیان بن عیینہؒ یہ حدیث ہشام بن عروہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں: عن هشام بن عروة، عن أبيه، «أن رسول الله ﷺ أمر أم سلمة أن توافي صلاة الصبح يوم النحر بمكة.....»۔ یعنی: آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ کو حکم دیا کہ وہ یوم النحر کو فجر کی نماز میں مکہ پہنچ جائیں۔ البتہ وکیع بن الجراحؒ متن اسی طرح ذکر کرتے ہیں، جس طرح ابو معاویہ الضریرؒ ذکر کرتے ہیں۔

اس اختلاف میں ظاہر ہے کہ راجح روایت آخر والی ہے؛ کہ اس کے راوی تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں، اور ان میں سے اکثر راوی ثقات حفاظ ہیں، اور بعض مثلًا: ثوریؒ، یحیی القطانؒ، ابن مہدیؒ، ابن عیینہؒ میں سے ہر ایک اختلاف کرنے والوں سے از روئے ضبط بلاشک وشبہ اَثبت واَقویٰ ہیں۔ جب کہ ابو معاویہ الضریرؒ، امام اعمشؒ میں اگرچہ ثقہ اور ثبت ہیں، مگر غیر اعمشؒ سے روایت کرنے میں ان سے غلطیاں ہوتی ہیں، اسی طرح سلیمان بن ابی داؤدؒ ضعیف ہیں، جب کہ ضحاک بن عثمانؒ اور یعقوب بن عبد الرحمنؒ اگرچہ فی الجملہ ضابط ہیں، مگر ان کا ضبط واتقان اس درجہ کا نہیں کہ ان جبال کا معارضہ کرسکیں، شاید سلوک الجادہ کی وجہ سے انہیں وہم ہوا ہے۔

امام مسلمؒ، ابو معاویہ الضریرؒ کی روایت پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یوم النحر کو رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھنی تھی اور یہی سنت طریقہ بھی ہے، تو وہ حضرت ام سلمہ کو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ: یوم النحر کو فجر کی نماز میں ان سے مکہ میں مل لیں! شاید اختصار کی وجہ سے ان سے یہ غلطی ہوئی اور اس حوالہ سے ابو معاویہ مشہور ہیں، متن میں یہی غلطی امام وکیع بن الجراحؒ سے بھی ہوئی ہے۔

تیسری حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ومن فاحش الوهم لابن لهيعة: حدثنا زهير بن حرب، ثنا إسحاق بن عيسى، ثنا ابن لهيعة، قال: كتب إليّ موسى بن عقبة، يقول: حدثني بسر بن سعيد، عن زيد بن ثابت، أن رسول الله ﷺ احتجم في المسجد. قلت لابن لهيعة: مسجد في بيته؟ قال: مسجد الرسول ﷺ. سمعت مسلمًا يقول: وهذه رواية فاسدة من كل جهةٍ فاحشٌ خطؤها في المتن والإسناد جميعًا، وابن لهيعة المصحّف في متنه المغفّل في إسناده، وإنما الحديث أن النبي ﷺ احتجر في المسجد بخُوْصَة أو حصيرٍ يصلي فيها. وسنذكر صحة الرواية في ذلك إن شاء الله. حدثني محمد بن حاتم، ثنا بهز بن أسد، ثنا وهيب، حدثني موسى بن عقبة، قال: سمعت أبا النضر يحدث عن بسر بن سعيد، عن زيد بن ثابت، أن النبي ﷺ اتخذ حجرة في المسجد من حصيرٍ، فصلى رسول الله ﷺ فيها ليالي، حتى اجتمع اليه أناس، ثم فقدوا صوته ليلة، وظنوا أنه قد نام، فجعل بعضهم يتنحنح بأن يخرج اليهم وساقه. حدثنا محمد بن المثنى، ثنا محمد بن جعفر، ثنا عبد الله بن سعيد، ثنا سالم أبو النضر مولى عمر بن عبيد الله، عن بسر بن سعيد، عن زيد بن ثابت، قال: احتجر رسول الله ﷺ بخَصَفة أو حصير، فخرج رسول الله ﷺ. سمعت مسلمًا يقول: الرواية الصحيحة في هذا الحديث ما ذكرنا عن وهيب، وذكرنا عن عبد الله بن سعيد، عن أبي النضر، وابن لهيعة إنما وقع في الخطأ من هذه الرواية أنه أخذ الحديث من كتاب موسى بن عقبة إليه فيما ذكر وهي الآفة التي نخشى على من أخذ الحديث من الكتب من غير سماعٍ من المحدث أو عرضٍ عليه، فإذا كان

أحد هذين السماعَ أو العرضَ فخليقٌ أن لا يأتي صاحبه التصحيف القبيح، وما أشبه ذلك من الخطأ الفاحش إن شاء الله، وأما الخطأ في إسناد رواية ابن لهيعة فقوله: كتب إلي موسى بن عقبة يقول: حدثني بسر بن سعيد وموسى إنما سمع هذا الحديث من أبي النضر، يرويه عن بسر بن سعيد»- (3)

علت کی تشریح: اس حدیث کا مدار موسیٰ بن عقبہ پر ہے، ان کے دو شاگر دان سے یہ حدیث روایت کرتے وقت آپس میں سند اور متن میں اختلاف کرتے ہیں:

چنانچہ ابن لہیعہ ؒ یہ حدیث ان سے یوں روایت کرتے ہیں: «عن موسى بن عقبة، حدثني بسر بن سعيد، عن زيد بن ثابت، أن رسول الله ﷺ احتجم في المسجد.»-

جبکہ وہیب بن خالدؒ یہ حدیث موسی بن عقبہؒ سے یوں روایت کرتے ہیں: «عن موسى بن عقبة، قال: سمعت أبا النضر، يحدث عن بسر بن سعيد، عن زيد بن ثابت، أن النبي ﷺ اتخذ حجرة في المسجد من حصيرٍ، فصلى رسول الله ﷺ فيها ليالي....»-

ابن لہیعہؒ نے سند میں موسی بن عقبہ اور بسر بن سعیدؒ کے درمیان ابو النضرؒ کا واسطہ ذکر نہیں کیا، نیز متن میں انہوں نے مسجد نبوی میں حجامہ کرنے کا ذکر کیا ہے، جب کہ وہیب بن خالدؒ کی روایت میں ابو النضرؒ کا واسطہ بھی ہے اور متن میں انہوں نے حجامہ کے بجائے ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کے لئے مسجد میں ایک حجرہ بنایا؛ تاکہ یک سوئی کے ساتھ اس میں عبادت کر سکیں۔ وہیب بن خالدؒ کی روایت صواب ہے، سند میں ابو النضر کا واسطہ ہی درست ہے اور متن بھی انہی کا ذکر کیا ہوا درست ہے؛ وہیب بن خالدؒ کی روایت کے راجح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ: وہیب بن خالد ثقہ ہیں، اور ابن لہیعہ سے کہیں زیادہ اثبت اور اقویٰ ہیں، پھر عبد العزیز بن المختار نے ان کی متابعت بھی کی ہے، جو ثقہ ہیں اور سند میں ابن جریج نے بھی متابعت کی ہے۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: دراصل موسی بن عقبہؒ نے یہ حدیث انہیں لکھ کر بھیجی تھی؛ اور یہ حدیث پھر انہوں نے موسی بن عقبہ کے سامنے نہ پڑھی اور نہ ہی براہ راست ان سے سنی، سماع اور عرض کے بغیر انہوں نے آگے روایت کر دی، اگر سماع یا عرض ہو جاتا تو شاید یہ غلطی نہ آتی؛ کیونکہ ایسی صورت میں تصحیف جیسی سنگین غلطی عموماً سرزد نہیں ہوتی۔ اور اسی طرح سند میں بھی ان سے غلطی ہو گئی؛ کیونکہ موسی بن عقبہؒ نے یہ حدیث براہ راست بسر بن سعیدؒ سے نہیں سنی، بلکہ ابو النضر کے واسطے سے سنی ہے۔

ابن لہیعہؒ کا روایت کردہ متن جس طرح وہیب بن خالدؒ کی روایت کے خلاف ہے، اسی طرح یہ عبد اللہ بن سعید عن ابی النضر، عن بسر بن سعید، عن زید بن ثابت کے ذکر کردہ متن کے بھی خلاف ہے، انہوں نے بھی وہی مضمون ذکر کیا، جو وہیب بن خالدؒ نے ذکر کیا ہے۔

چوتھی حدیث: **امام مسلمؒ فرماتے ہیں:** «حدثنا أبو بكر، ثنا أبو خالد، عن أيمن، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي ﷺ أنه كان يقول: بسم الله وبالله والتحيات لله. قال أبو الحسين: هذه الرواية من التشهد غير ثابت الاسناد

والمتن جميعا والثابت ما رواه الليث وعبد الرحمن بن حميد فتابع فيه في بعضه فيما حدثنا قتيبة، ثنا الليث، وثنا أبو بكر، ثنا يحيى بن آدم، ثنا عبد الرحمن بن حميد، حدثني أبو الزبير، عن طاووس، عن ابن عباس، قال: كان رسول الله ﷺ يعلمنا التشهد، كما يعلمنا السورة من القرآن..... وكل واحد من هذين عند أهل الحديث أثبت في الرواية من أيمن، ولم يذكر الليث في روايته حين وصف التشهد: بسم الله وبالله؛ فلما بان الوهم في حفظ أيمن لإسناد الحديث بخلاف الليث وعبد الرحمن إياه، دخل الوهم أيضًا في زيادته في المتن؛ فلا يثبت ما زاد فيه، وقد روي التشهد عن رسول الله ﷺ من أوجهٍ عدةٍ صحاحٍ؛ فلم يذكر في شيء منه بما روى أيمن في روايته قوله: بسم الله وبالله، ولا ما زاد في آخره من قوله: أسأل الله الجنة، وأعوذ بالله من النار، والزيادة في الأخبار لا يلزم إلا عن الحفاظ الذين لم يعثر عليهم الوهم في حفظهم»- (4)

علت کی تشریح: **اس حدیث کا مدار ابو الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس مکی پر ہے، ان کے شاگرد ان سے یہ حدیث روایت کرتے وقت سند اور متن میں اختلاف کرتے ہیں:**

چنانچہ ایمن بن نابلؒ یہ حدیث ان سے یوں روایت کرتے ہیں: «عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي ﷺ أنه كان يقول: بسم الله وبالله والتحيات لله.»-**اور بعض روایات میں تشہد کے آخر میں یہ کلمات بھی مذکور ہیں: « أسأل الله الجنة، وأعوذ بالله من النار »۔**

جب کہ لیث بن سعدؒ اور عبد الرحمن بن حمید رؤاسیؒ یہ حدیث ان سے یوں روایت کرتے ہیں: « حدثني أبو الزبير، عن طاووس، عن ابن عباس، قال: كان رسول الله ﷺ يعلمنا التشهد، كما يعلمنا السورة من القرآن »۔ یہ الفاظ عبد الرحمن بن حمیدؒ کے ہیں، جب کہ لیث بن سعد کی حدیث میں مکمل تشہد بھی مذکور ہے، جس میں وہ اضافہ نہیں جو ایمن بن نابلؒ نے شروع اور آخر میں کیا ہے۔ لیث بن سعدؒ کی روایت بلاشبہ راجح اور صحیح ہے؛ کہ وہ ثقہ حافظ ہیں، اور ایمن بن نابلؒ سے أثبت وأقوی بھی، پھر سند میں لیث بن سعدؒ کی متابعت عبد الرحمن بن حمید رؤاسیؒ نے بھی کی ہے، جو کہ ثقہ ہیں، جب کہ ایمن بن نابل متکلم فیہ راوی ہیں، اور اس جیسے راوی کی دیگر ثقہ راویوں کی روایات پر زیادت منکر ہوتی ہے، اس جیسی زیادت صرف حفاظ ثقات ہی سے قبول کی جا سکتی ہے، نیز سند میں ان سے جو وہم ہوا ہے، اس کا سبب سلوک الجادہ ہی سکتا ہے (5)۔ نیز ایمن بن نابل کی روایت میں مذکور یہ زیادت رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث صحیحہ میں بھی مذکور ہے، جس اس کا منکر ہونا مزید مؤکد ہو جاتا ہے۔

پانچویں حدیث: **امام مسلمؒ فرماتے ہیں:** «عن عطاء وأبي الزبير، عن جابر أن النبي ﷺ أمر ببيع المدبر في دين الذي دبره. وهشيم، عن عبد الملك، عن أبي جعفر محمد بن علي أن رسول الله ﷺ قال: إنما باع خدمة المدبر. محمد بن فضيل، عن عبد الملك، عن عطاء، عن النبي ﷺ أمر ببيع خدمة المدبر إذا احتاج. حدثنا مسلم، ثنا أبو غسان، ثنا معاذ بن هشام، حدثني أبي، عن مطر، عن عطاء بن أبي رباح وأبي الزبير وعمرو أن جابرًا حدثهم أن رجلًا من الأنصار أعتق مملوكه إن حدث به، فمات فدعاه النبي ﷺ، فباعه من نعيم بن عبد الله أخي بني عدي. سمعت مسلمًا يقول: قد ذكرنا رواية أهل الكوفة عن رسول الله ﷺ في بيع المدبر، وقد ساعد بعضهم بعضًا في أن

النبي ﷺ باعه في دينٍ كان على سيده، وذكر عبد الملك في روايته أن الذي باعه النبي ﷺ باعه بعد موت السيد، وما ذكرنا من زيادتهم في الخبر غير البيع فخطأ لم يحفظ..... وأن الصحيح من ذلك ما روى غيرهم وهو أن النبي ﷺ باع المدبر، ودفع الثمن إلى سيده من غير ذكر دينٍ كان عليه؛ فقد أتفق على ذلك أصحاب رسول الله ﷺ وأصحاب عمرو ابن دينار، مثل: أيوب السختياني وابن جريج وحماد وشعبة وابن عيينة، وكذلك عن أبي الزبير عن جابر والليث بن سعد وابن أبي ذئب عن ابن المنكدر. فأما رواية ابن فضيل، عن عبد الملك، عن عطاء؛ فوهم كله برمته الإسناد والمتن، وذلك أن عبد الملك إنما روى هذا الحديث عن أبي جعفر، عن النبي ﷺ مرسلًا. فأما ذكر الخدمة فغلطٌ لا شك فيه إن شاء الله»- (6)

علت کی تشریح : یہ ان احادیث میں سے ہے، جن میں کوفیین سے غلطی ہوئی ہے۔ یہ حدیث حضرت جابر سے مروی ہے کہ: بنی عذرہ کے ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو مدبر بنایا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے ان صاحب سے پوچھا: کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ کچھ اور مال ہے؟ ان صاحب نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا: کون مجھ سے یہ غلام خریدے گا؟ تو نعیم بن عبد اللہ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔

یہ حدیث حضرت جابر سے کئی تابعین نے روایت کی ہے کہ:

ابو الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس مکیؒ: ان سے یہ حدیث ایک بہت بڑی جماعت نے روایت کی ہے، جن میں لیث بن سعدؒ، ایوب سختیانیؒ، سفیان ثوریؒ، ابن لہیعہؒ، ابن عیینہؒ، -انہوں نے ابو الزبیرؒ کے ساتھ سند میں عمرو بن دینار کو ملا کر ذکر کیا ہے- ،زہیر بن معاویہؒ، ابن جریجؒ، حماد بن سلمہؒ، عزرہ بن ثابت انصاریؒ، حبیب -ابن شہید یا المعلم-، سلمہ بن کہیلؒ، -انہوں نے ابو الزبیرؒ کے ساتھ سند میں عطاء بن ابی رباحؒ کو ملا کر ذکر کیا ہے-، قابل ذکر ہیں۔

عمرو بن دینارؒ: ان سے یہ حدیث حماد بن سلمہ، ابن جریجؒ، شعبہ بن الحجاج، سفیان بن عیینہؒ، ایوب سختیانیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

محمد بن المنکدرؒ: ان سے یہ حدیث امام ابن ابی ذئبؒ نے روایت کی ہے۔

مجاہد بن جبرؒ: ان سے یہ حدیث عبد اللہ بن ابی نجیحؒ نے روایت کی ہے۔ البتہ مجاہد بن جبرؒ کے حضرت جابر سے سماع میں نظر ہے۔ یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں: « وكانوا يرون أن مجاهداً يحدّث عن صحيفة جابر » ۔

عطاء بن ابی رباح: ان سے یہ حدیث عبد المجید بن سہیلؒ، ابو عمرو بن العلاءؒ، حسین المعلمؒ، ابراہیم الصائغؒ، عبد الکریم الجزریؒ، مطر بن طہمانؒ، سلمہ بن کہیلؒ، اوزاعیؒ، عبد الملک بن ابی سلیمانؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ان سب حضرات نے حضرت جابر سے اور ان حضرات کے شاگردوں نے ان حضرات سے یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے، جو اوپر گذر چکی۔

بعض راویوں کی متن اور سند میں غلطی:

1- البتہ شریک بن عبد اللہؒ یہی حدیث سلمہ بن کہیلؒ سے ''عن عطاء بن ابی رباح وابی الزبیر، عن جابر ''کی سند اس طرح روایت کیا ہے کہ: ایک شخص کا انتقال ہوا، اس پر قرض تھا، اور اس کے ترکہ میں مدبر غلام کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا، تو آپ ﷺ نے اس مدبر غلام کو فروخت کرنے کا حکم دیا، جسے آٹھ سو درہم کے عوض فروخت کر دیا گیا۔ اعمشؒ نے بھی شریک کی متابعت کی ہے، صرف اس مقدار میں کہ مولی پر قرض تھا، اور اس قرض کی ادائیگی کے لئے اس مدبر کو فروخت کیا گیا، مگر یہ روایت اعمشؒ سے محفوظ نہیں؛ اسے اعمشؒ سے روایت کرنے میں محاضر بن مورِّع یامی متفرد ہیں، جو صاحبِ اوہام ہیں، اور اس جیسے راوی کا اعمشؒ جیسے امام حافظ مکثر سے تفرد کسی بھی حال میں مقبول نہیں۔ جب کہ اسماعیل بن ابی خالدؒ اور سفیان ثوریؒ سلمہ بن کہیلؒ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، تو نہ ہی دین کا ذکر کرتے ہیں، نہ ہی مالک کی موت کا۔ اور سلمہ بن کہیلؒ سے محفوظ وثابت روایت یہی ہے؛ کہ اسے روایت کرنے والے دو ثقہ راوی ہیں، خصوصاً ثوریؒ تو ضبط واتقان کے انتہائی اعلی درجہ پر ہیں، جب کہ شریک بن عبد اللہ نخعیؒ کے ضبط میں خلل ہے؛ نیز یہ متن اس لئے بھی منکر یا شاذ ہے؛ کہ یہ ثقات کی جماعت کثیرہ کی روایت کے خلاف ہے۔

2- محمد بن فضیلؒ جب یہ حدیث عبد الملک بن ابی سلیمانؒ سے روایت کرتے ہیں، تو یوں کہتے ہیں: «عن عبد الملك بن أبي سليمان، عن عطاء بن أبي رباح، عن جابر بن عبد الله أن النبي ﷺ أمر ببيع خدمة المدبر إذا احتاج»۔ یہ روایت خطأ ہے، جیسا کہ امام دار قطنیؒ اور امام بیہقیؒ نے کہا ہے، بلکہ اس خدمت مدبر کی بیع والا متن کی سند دوسری ہے، وہ سند یہ ہے: «عن عبد الملک بن أبي سلیمان، عن أبي جعفر أن النبی ﷺ أمر...»۔ اور یہ سند مرسل ہے؛ کیونکہ ابو جعفر محمد بن علی باقرؒ صحابی نہیں ہیں۔ اور خدمتِ مدبر کی بیع والا متن اس سند کے ساتھ ہشیم بن بشیرؒ، یزید بن ہارونؒ اور جابر جعفیؒ نے بھی روایت کیا ہے، جب کہ پہلی سند کے ساتھ مروی متن یہ نہیں ہے، بلکہ بیع المدبر والا ہے، اور پہلی سند کے ساتھ مروی یہ متن بھی ہشیمؒ وغیرہ نے عبد الملک بن ابی سلیمانؒ سے روایت کیا ہے۔ گویا محمد بن فضیلؒ نے ہشیم وغیرہ ثقات راویوں کی مخالفت کی ہے۔ اور غلطی ان سے روایت کرنے والے راوی محمد بن طریفؒ سے ہوئی ہے۔ لگتا ہے ان کے پاس یہ دونوں متون ان کے پاس ان کی کتاب میں ان دو اسانید کے ساتھ آگے پیچھے مکتوب تھے، تو ان سے ایک حدیث، دوسری حدیث میں داخل ہوگئی؛ چنانچہ ایک حدیث کی سند لے لی اور دوسری حدیث کا متن اس سند کے روایت کر دیا، اسے محدثین کی اصطلاح میں ''دخول حدیث فی حدیث'' کہا جاتا ہے، اور یہ امر، سند یا متن میں غلطی کا سبب ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ دونوں روایات جو کوفیین نے روایت کی ہیں، منکر ہیں، کیونکہ ایک تو ان کے راوی ضعیف ہیں، اور ایک روایت مرسل ہے، نیز یہ معروف متن بروایت ثقات حفاظ کے بھی خلاف ہے، علاوہ ازیں محمد بن فضیلؒ کی حدیث سنداً بھی غلط ہے؛ انہوں نے ہشیم بن بشیرؒ وغیرہ ثقات کی مخالفت کی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

چھٹی حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ومن الخبر الذي لم ينقل على الصحة وأخطأه ناقله في الإسناد والمتن أبو سنان، عن علقمة بن مرثد، عن ابن بريدة، قال: جئت أنا ويحيى بن يعمر، وأبو عوانة، عن عطاء بن السائب،

ثنا محارب بن دثار، وعلقمة، وحسين بن الحسن، أن ابن بريدة وسفيان، عن علقمة، وشريك، عن الحسين بن الحسن الكندي، عن ابن بريدة، وساقه وقد ذكرنا رواية الكوفيين حديث ابن عمر في سؤال جبريل النبي ﷺ عن الايمان والاسلام وقد أوهموا جميعًا في إسناده إذ انتهوا بالحديث إلى ابن عمر، حكي ذلك من حضور رسول الله ﷺ حين سأله جبريل عليه السلام وإنما روى ابن عمر، عن عمر بن الخطاب أنه هو الذي حضر ذلك دون أن يحضره ابن عمر، ولو كان ابن عمر عاين ذلك وشاهده لم يجز أن يحكيه عن عمر...... فهذه رواية البصريين لهذا الحديث وهم في روايته أثبت وله أحفظ من أهل الكوفة؛ إذ هم الزائدون في الإسناد عمر بن الخطاب، ولم يحفظ الكوفيون فيه عمر، والحديث للزائد والحافظ؛ لأنه في معنى الشاهد الذي قد حفظ في شهادته ما لم يحفظ صاحبه، والحفظ غالب على النسيان، وقاضٍ عليه لا محالة......»- (7)

علت کی تشریح : اس حدیث کا مدار یحییٰ بن یعمَر بصری پر ہے، ان کے تین شاگرد ان سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں: سلیمان بن بریدہؒ، عبد اللہ بن بریدہؒ، سلیمان بن طرخانؒ، یہ تینوں بصری ہیں۔ گویا یہ حدیث بصری ہے۔ عبد اللہ بن بریدہؒ اور سلیمان بن طرخانؒ جب یہ حدیث روایت کرتے ہیں، تو اسے مسندِ عمر قرار دیتے ہیں؛ چنانچہ یہ دونوں حضرات سند یوں بیان کرتے ہیں: «عن یحیی بن یعمر، عن عن ابن عمر، عن عمر بن الخطاب، عن النبي ﷺ....» ۔ اور عبد اللہ بن بریدہؒ کے تمام شاگرد: کہمس بن الحسنؒ، مطر بن طہمانؒ، عثمان بن غیاثؒ، عبید اللہ بن العیزارؒ، عبد اللہ بن عطاء طائفی مکیؒ بھی ان سے یہ حدیث اسی طرح روایت کرتے ہیں، اور یہ سب کے سب بصری اور اکثر ثقات ہیں، سوائے عبد اللہ بن عطاء کے کہ بعض نے ان کو مدنی، بعض نے واسطی اور بعض نے کوفی قرار دیا ہے۔ اسی طرح سلیمان بن طرخانؒ سے ان کے بیٹے معتمر یہ حدیث روایت کرتے ہیں اور وہ بھی بصری ہیں۔

ان کے مقابلے میں یہی حدیث جب کوفی - محارب بن دثارؒ، حسین بن حسن کندیؒ، علقمہؒ، رُکَین بن ربیعؒ، علی بن زید بن جُدعانؒ، اسحاق بن سویدؒ، اور یہ سب سوائے آخری دو کے کوفی ہیں، ابن جدعانؒ اور اسحاق دونوں بصری ہیں، ان میں حسین بن حسن مجہول اور ابن جدعانؒ ضعیف ہیں- سلیمان بن بریدہؒ سے روایت کرتے ہیں تو یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر کی مسند قرار دیتے ہیں۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: صحیح روایت وہی ہے، جو بصریین نے روایت کی ہے اور اسے مسندِ عمر قرار دیا ہے؛ کیونکہ بصریین، کوفیین کے مقابلے میں اپنی حدیث کے زیادہ ضابط وحافظ ہوتے ہیں؛ اگر یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر کی مسند ہوتی اور یہ تمام واقعہ ان کے سامنے پیش آیا ہوتا تو پھر وہ اسے اپنے والد حضرت عمر کے حوالے سے کیوں روایت کرتے ؟!! اور ایک قرینۂ ترجیح یہ بھی ہے کہ بصریین کی روایت میں ایک راوی کا اضافہ ہے، اور یہ قرینہ ہے اس بات کا یہ بصریین نے اس حدیث کی سند کو ضبط کیا ہے، نیز سلیمان بن بریدہ کے مقابلہ میں دو راوی ہیں اور دونوں ثقات ہیں۔

اس کے علاوہ ابوسنانؒ اور عطاء بن السائبؒ سے سند میں ایک غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے علقمہ سے روایت کرتے ہوئے اسے ابن بریدہ، عن ابن عمر کہا، حالانکہ یہ حدیث سلیمان بن بریدہ، یحییٰ بن یعمرؒ سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ دیگر ثقات کی روایت ہے۔

یہ غلطی تو سند میں تھی، متن میں بھی بعض کو فیین سے بڑی سنگین غلطی ہوئی ہے، اور وہ غلطی یہ ہے کہ علقمہ سے ابوسنان سعید بن سنانؒ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ روایت کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: « ما شرائع الإسلام؟ »، جبکہ سفیان ثوریؒ اور عطاء بن السائبؒ دونوں علقمہ بن مرثدؒ سے یوں روایت کرتے ہیں: « ما الإسلام؟ »، جس طرح جمہور رواۃ روایت کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے پہلی والی روایت معروف روایات اور دیگر صحابہ کرام (8) سے مروی احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے شاذ ہے، امام مسلمؒ نے اس غلطی کا ذمہ دار ابوسنانؒ اور امام اعظمؒ کو قرار دیا ہے۔ جب کہ امام ابو داؤدؒ اور امام عقیلیؒ نے اس کا ذمہ دار علقمہ بن مرثدؒ کو قرار دیا ہے؛ گویا ان سے اس حدیث کی روایت کرنے میں اضطراب ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

ساتویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر رواية فاسدة بلا عاضد لها في شيء من الروايات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واتفق العلماء على القول بخلافها. ثنا حجاج بن الشاعر، أنا يعقوب بن إبراهيم، ثنا أبي، عن ابن اسحاق، حدثني سعيد بن أبي هند، عن رجل من المغرب من أهل البادية –وقليلٌ من أهل البادية من يكذب في مثل هذا الحديث– أن أباه حدثه قال لرسول الله ﷺ: يا نبي الله، أرأيت من فاتته الدفعة من عرفات، فقال له رسول الله ﷺ: إن وقفت عليها قبل الفجر فقد أدركت، فقلت: يا نبي الله، أرأيت إن أدركتني الفجر، فقال لي رسول الله ﷺ: إن وقفت عليها قبل أن تطلع الشمس فقد أدركت. ذكر الاخبار عن رسول الله ﷺ بخلاف هذه الرواية، ثم عن الصحابة والتابعين من بعد...... فقد تواطأت الأخبار عن رسول الله ﷺ وعن الصحابة والتابعين من بعدهم من علماء الأمصار أن إدراك الحج هو أن يطأ المرء عرفات مع الناس أو بعد ذلك إلى قرب الصبح من ليلة الفجر، فان أدركه الصبح ولما يدخل عرفات قبل ذلك فقد فاته الحج، ولا اختلاف بين أهل العلم في ذلك، ودل بما ذكرنا من تواطؤ الأخبار واتفاق العلماء على ما وصفنا أن رواية ابن إسحاق التي رواها، فجعل إدراك الحج فيها إلى بعد الصبح قبل طلوع الشمس رواية ساقطة وحديث مطرح؛ إذ لو كان محفوظًا وقولًا مقولًا يمثل سائر الموجبات، لم يذهب عن جميعهم»- (9)

علت کی تشریح: محمد بن اسحاقؒ نے "سعید بن ابی ہند، عن رجل من المغرب من أہل البادیہ، عن أبیہ" کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے، کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ: یا نبی اللہ! اگر کوئی شخص وقوف عرفہ نہ کر سکے تو وہ کیا کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فجر سے پہلے اگر اس نے وقوفِ عرفہ پالیا تو اس کا وقوف عرفہ ہو گیا، انہوں نے پھر پوچھا کہ: اگر فجر ہو گئی اور وقوف نہ کر سکا تو؟' آپ ﷺ نے فرمایا: طلوعِ شمس سے پہلے پہلے اگر پالیا تو اس کا وقوفِ عرفہ ہو گیا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: یہ روایت فاسد ہے؛ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی صحیح احادیث اور امت کے عمل کے خلاف ہے؛ کیونکہ صحیح احادیث کے مطابق وقوف عرفہ کا آخری وقت طلوع فجر سے پہلے تک کا وقت ہے؛ دس ذی الحجہ یوم النحر کی طلوعِ

فجر سے پہلے پہلے تک جس نے تھوڑی دیر کے لئے بھی میدانِ عرفات میں وقوف کر لیا تو اس کا وقوفِ عرفہ والا رکن ادا ہو گیا، طلوع فجر کے بعد اگر کوئی میدانِ عرفات آتا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں، اس سے اس کا وقوفِ عرفہ اداء نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کا حج اداء ہو گا، چاہے وہ کتنے ہی دم کیوں نہ دیدے۔ جن صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے، ان میں حضرت عبد الرحمن بن یعمر، حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت جابر، حضرت عبد اللہ بن عمر۔ اور حضرات صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی اسی پر عمل ہے۔

علاوہ ازیں محمد بن اسحاقؒ کی روایت احکام کے باب میں قبول کرنے کے بارے میں نقاد توقف سے کام لیتے ہیں، جب کہ اس حدیث کی روایت کرنے میں تو وہ متفرد بھی ہیں، نیز ان کی یہ حدیث تو متعدد احادیث صحیحہ کے مخالف بھی ہے، نیز اس کی سند بھی ضعیف ہے، سند میں "رجل من المغرب من أہل البادیہ" ایک مبہم راوی ہے۔ اور جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ: اہل بادیہ میں سے بہت کم لوگ ہیں، جو جھوٹ بولتے ہوں گے تو اس سے زیادہ سے زیادہ اس مبہم راوی کی عدالت ہی ثابت ہو سکتی ہے، جب کہ صحتِ حدیث کے لئے عدالت کافی نہیں، ضبط بھی ضروری ہے، اور عدالت، ضبط کو مستلزم نہیں۔ اور یہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ مبہم راوی ضابط ہے یا نہیں۔

آٹھویں حدیث: امام مسلمؒ فرماتے ہیں: «ذكر روايةٍ لا يتابع روايتها في متنها ولا في إسنادها. ثنا محمد بن المثنى، ثنا معدي بن سليمان أبو عثمان صاحب الطعام، قال: سمعت محمدَ بن عجلان يذكر عن أبيه عن أبي هريرة قال: من أتى جنازة فانصرف عليها إلى أهلها، كان له قيراط، فإذا شيعها كان له قيراط، فإذا صلى عليها كان له قيراط فإذا جلس حتى يقضى قضاؤها كان له قيراط. وقال رسول الله ﷺ: والقيراط مثل جبل أحد أو أعظم من جبل أحد. فهذه الرواية المتقنون من أهل الحفظ على خلافها، وأنهم لم يذكروا في الحديث إلا قيراطين: قيراط لمن صلى عليها ثم يرجع، ولمن انتظر دفنها قيراطان. كذلك روى أصحاب أبي هريرة عن أبي هريرة عن النبي ﷺ، ويروي عن غير أبي هريرة عن النبي ﷺ بوجوه ذوات عدد سنذكرها إن شاء الله، فأما حديث معدي بن سليمان في روايته من ذكر أربعة قراريط، فلم يواطأ عليه من وجه من الوجوه المعروفة، وخولف في إسناده عن ابن عجلان. حدثني محمد بن حاتم، ثنا يحيى، عن يزيد بن كيسان، عن أبي حازم، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ الحديث. وأبو عاصم، عن ابن عجلان، عن المقبري، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ...... »- (10)

علت کی تشریح: معدی بن سلیمان ابو عثمانؒ کہتے ہیں: میں نے محمد بن عجلانؒ سے سنا، وہ اپنے والد سے، اور وہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ: جو شخص میت کے گھر جا کر تعزیت کر کے واپس آ گیا تو اس کے لئے ایک قیراط کے برابر اجر ہے، جو جنازہ کے نکلنے تک اسی جگہ رہا اس کے لئے بھی ایک قیراط اجر ہے، جس نے نماز جنازہ اداء کی اس کے لئے بھی ایک قیراط اجر ہے، اور جو اس کی تدفین تک وہاں بیٹھا رہا تو اس کے لئے بھی ایک قیراط اجر ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: قیراط احد کے پہاڑ کے برابر ہے یا فرمایا: اس احد پہاڑ سے بھی بڑا ہے۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: چار قیراط والی یہ روایت اس روایت کے بالکل مخالف ہے، جو محمد بن عجلانؒ سے جماعت کثیرہ نے روایت کی ہے، اور ان احادیث کی بھی مخالف ہے حضرت ابو ہریرہ سے ثقات حفاظ کی جماعت کثیرہ نے روایت کی ہے، جن میں دو قیراط کا ذکر ہے، ان احادیث کے مطابق: جس نے نمازِ جنازہ پڑھی، اس کے لئے ایک قیراط کے برابر اجر ہے، اور جو تدفین میں بھی شریک ہوا، اس کے لئے دو قیراط کے برابر اجر ہے۔ یہ مضمون درج ذیل اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے:

زہریؒ، عن سعید بن المیسب، عن ابی ہریرہ، عن النبی ﷺ، ابو مزاحمؒ، عن ابی ہریرہ، عن النبی ﷺ، ولید بن عبد الرحمنؒ، عن ابی ہریرہ، عن النبی ﷺ، ابو حازمؒ، عن ابی ہریرہ، عن النبی ﷺ۔

اس کے علاوہ یہی مضمون حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت براء بن عازب اور حضرت ابو سعید خدری سے بھی مروی ہے۔

یہ تو متن کی غلطی ہوئی، اس کے علاوہ معدی بن سلیمان ابو عثمانؒ سے اس کی سند میں غلطی بھی ہوئی ہے؛ اس طور پر کہ معدی بن سلیمانؒ، محمد بن عجلانؒ سے یہ حدیث اس سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: «عن محمد بن عجلان، عن أبيه، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم....» ۔ جبکہ ابو عاصم ضحاک بن مخلدؒ اسے یوں روایت کرتے ہیں: «عن محمد بن عجلان، عن سعيد المقبري، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ....»۔ اور راجح روایت ابو عاصمؒ کی ہے؛ کہ وہ ثقہ ثبت ہیں، اور معدی بن سلیمانؒ ضعیف ہیں، ابو زرعہؒ فرماتے ہیں کہ: ابن عجلان سے مناکیر روایت کرتے ہیں اور امام بخاریؒ نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

اور یہ بھی بعید نہیں کہ یہ اضطراب، خود ابن عجلان سے ہوا ہو؛ کیونکہ ان پر سعید مقبریؒ کی احادیث مختلط ہو گئی تھیں؛ کہ یہ عن سعید مقبریؒ، عن أبیہ عن أبي ہریرہ ہیں، یا عن سعید المقبری، عن أبي ہریرہ ہیں۔

البتہ ابن عجلانؒ کی - من روایۃ ابی عاصمؒ عنہ - روایت کی متابعت ہشام بن سعدؒ، ابو معشرؒ، عبد اللہ بن عمر العمریؒ، عیاض بن عبد اللہ فہریؒ اور عبد الرحمن بن اسحاقؒ نے بھی کی ہے، یہ سب۔ مگر ابن ابی ذئبؒ نے ان سب کی مخالفت کرتے ہوئے یہ حدیث سعید المقبریؒ سے یوں روایت کی ہے: عن سعید مقبریؒ، عن أبیہ عن أبي ہریرہ ۔ اور ابن ابی ذئبؒ سعید مقبریؒ میں ثقہ ہیں، اور انہوں نے سند میں زیادت بھی کی ہے، جو قرینہ ہے اس بات کا انہوں نے یہ سند ضبط کی ہے، امام بخاریؒ نے بھی اسی سند سے یہ حدیث اپنی صحیح میں تخریج کی ہے، جو ابن ابی ذئبؒ کی حدیث کی صحت پر اضافی قرینہ ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

نویں حدیث: **امام مسلمؒ فرماتے ہیں:** «ذكر الأخبار التي في إسنادها غلط من بعض ناقليها: ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن مجاهد، عن ابن عمر، قال: سمعت رسول الله ﷺ أكثر من عشرين مرةً، يقرأ في الركعتين بعد المغرب، والركعتين قبل الفجر بـ: ﴿قل يا أيها الكافرون﴾، و﴿قل هو الله أحد﴾ عن النبي ﷺ، وإبراهيم بن المهاجر، عن مجاهدٍ، عن ابن عمر بهذا. وهذا الخبر وهمٌ عن ابن عمر. والدليل على ذلك الروايات الثابتة عن ابن عمر أنه ذكر ما حفظ عن النبي ﷺ من تطوع صلاته بالليل والنهار، فذكر عشر ركعات، ثم قال: وركعتي الفجر، أخبرتني حفصة أن النبي ﷺ كان يصلى ركعتين خفيفتين إذا طلع الفجر، وكانت

ساعةً لا أدخل على النبي ﷺ فيها، فكيف سمع منه أكثر من عشرين مرة قراءته فيها وهو يخبر أنه حفظ الركعتين من حفصة عن النبي صلى الله عليه وسلم!؟ وسنذكر إن شاء الله ما ثبت عن ابن عمر في الرواية في ذلك: يحيى بن سعيد، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر، قال: صليت مع النبي ﷺ قبل الظهر ركعتين، وساقه. وأيوب عن نافع، ومالك عن نافع، والزهري عن سالم عن أبيه؛ فقد ثبت ما ذكرنا من رواية سالم ونافع عن ابن عمر أن حفصة أخبرته أن النبي ﷺ كان يصلي ركعتي الفجر أن رواية أبي اسحاق وغيره ثم ذكر عن ابن عمر أنه حفظ قراءة النبي ﷺ وهمٌ غير محفوظ.»- (11)

علت کی تشریح : ابو اسحاق سبیعیؒ اور ابراہیم بن مہاجرؒ کہتے ہیں: عن مجاہد، عن ابن عمر کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیس سے زائد بار مغرب کے بعد دو رکعتوں اور فجر سے پہلے دو رکعتوں میں یہ دو سورتیں پڑھا کرتے تھے: ﴿قل یا أیھا الکافرون﴾، اور ﴿قل ھو اللہ أحد﴾۔

اس حدیث میں راوی سے سند اور متن دونوں میں غلطی ہوئی ہے؛ یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کرنے والے ان کے اصحاب کی روایات کے خلاف ہے، ان روایات کے مطابق حضرت عبد اللہ بن عمر نے آپ ﷺ کے دن رات کی پانچوں نمازوں کے تطوعات بیان کرتے ہوئے دس رکعات ذکر کیں، پھر کہا: ان کے علاوہ دو رکعتیں فجر سے پہلے کی ہیں، ان دو رکعتوں کی خبر مجھے حضرت حفصہ نے دی؛ کیونکہ میں اس وقت آپ ﷺ کے پاس نہیں جایا کرتا تھا۔ اور یہ مضمون حضرت عبد اللہ بن عمر سے ان کے اخص تلامذہ سالم بن عبد اللہ بن عمر اور نافع مولی ابن عمر نے روایت کیا ہے۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: ملاحظہ فرمائیں! حضرت عبد اللہ بن عمر تو کہتے ہیں، اس وقت میں آپ ﷺ کے پاس اندر نہیں جایا کرتا تھا، تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بیس سے زائد بار آپ ﷺ کو فجر کی ان دو رکعتوں میں یہ دو سورتیں پڑھتے ہوئے سنا؟!! اس سے معلوم ہوا کہ امام مجاہدؒ والی روایت غلط ہے؛ کہ انہوں نے اسے حضرت عبد اللہ بن عمر کی مسند میں سے قرار دیا ہے، حالانکہ فجر کی دو رکعتوں کا ذکر انہوں نے ام المؤمنین حضرت حفصہ سے سنی ہے؛ اس لئے یہ مسند حفصہ سے ہو گی۔

اب یہ غلطی کس سے ہوئی ہے؟ لگتا یوں ہے کہ یہ حدیث امام مجاہدؒ سے ابراہیم بن مہاجرؒ ہی روایت کرتے ہیں، اور یہ حدیث انہی کی حدیث ہے، اور ابو اسحاق سبیعیؒ نے یہ حدیث انہی سے سنی پھر تدلیس کرتے ہوئے ان کا نام سند سے حذف کر دیا، جس کی تایید عمار بن رزیق کی روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں ابو اسحاق سبیعیؒ ابراہیم بن مہاجرؒ کا واسطہ بھی ذکر کرتے ہیں۔ گویا مجاہدؒ سے اس حدیث کو روایت کرنے میں ابراہیم بن مہاجرؒ متفرد ہیں، اور ان کا ضبط و اتقان بھی قابل رشک نہیں، ان کی روایت کردہ احادیث میں مناکیر بھی پائی جاتی ہیں؛ اس لئے معلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ غلطی انہی سے ہوئی ہے، شاید اختصار کی وجہ سے ایسا ہوا۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

رہا امام مجاہدؒ کی روایت والا متن کہ آپ ﷺ فجر اور مغرب کی دو دو رکعتوں میں یہ دو سورتیں پڑھا کرتے تھے، یہ حضرت ابو ہریرہ سے محفوظ ہے۔

دسویں حدیث: **امام مسلمؒ فرماتے ہیں:** «وفيها خبر آخر غير محفوظ الإسناد. حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا زيد بن حباب، ثنا عمر بن عبد الله بن أبي خثعم، حدثني يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة أن رجلًا قال: يا رسول الله، ما الطهور بالخفين؟ قال: للمقيم يوم وليلة، وللمسافر ثلاثة أيام ولياليهن. هذه الرواية في المسح عن أبي هريرة ليست بمحفوظة، وذلك أن أبا هريرة لم يحفظ المسح عن النبي ﷺ؛ لثبوت الرواية عنه بإنكاره المسح على الخفين وسنذكر ذلك عنه إن شاء الله. حدثنا محمد بن المثنى، ثنا محمد، ثنا شعبة، عن يزيد بن زاذان، قال: سمعت أبا زرعة، قال: سألت أبا هريرة عن المسح على الخفين، قال: فدخل أبو هريرة دار مروان بن الحكم، فبال، ثم دعا بماءٍ، فتوضأ، وخلع خفيه. وقال: ما أمرنا الله أن نمسح على جلود البقر والغنم؛ فقد صح برواية أبي زرعة وأبي رزين، عن أبي هريرة إنكاره المسح على الخفين، ولو كان قد حفظ المسح عن النبي ﷺ كان أجدر الناس وأولاهم للزومه والتدين به، فلما أنكره الذي في الخبر من قوله: ما أمرنا الله أن نمسح على جلود البقر والغنم. والقول الآخر: ما أبالي على ظهر حمار مسحت أو على خفي، بان ذلك أنه غير حافظ المسح عن رسول الله ﷺ، وأن من أسند ذلك عنه عن النبي ﷺ واهي الرواية، أخطأ فيه إما سهوًا أو تعمدًا؛ فبجمع هذه الروايات ومقابلة بعضها ببعض تتميز صحيحها من سقيمها، وتتبين رواة ضعاف الأخبار من أضدادهم من الحفاظ؛ ولذلك أضعف أهل المعرفة بالحديث عمرَ بن عبد الله بن أبي خثعم وأشباههم من نقلة الأخبار؛ لروايتهم الأحاديث المستنكرة التي تخالف روايات الثقات المعروفين من الحفاظ.»- (12)

علت کی تشریح: **عمر بن عبد اللہ بن ابی خثعمؒ روایت کرتے ہیں:** «حدثني يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة أن رجلًا قال: يا رسول الله، ما الطهور بالخفين؟ قال: للمقيم يوم وليلة، وللمسافر ثلاثة أيام ولياليهن.»-

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: "مسح علی الخفین " کی یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے ثابت نہیں ہے؛ کیونکہ حضرت ابو ہریرہ مسح علی الخفین کا انکار کرتے تھے، تو ان سے مسح علی الخفین کی حدیث کیونکر ثابت ہو سکتی ہے؟!! اگر ان سے یہ حدیث ثابت ہوتی تو وہ کبھی مسح علی الخفین کا انکار نہ کرتے؛ چنانچہ ابو زرعہ بن عمرو بن جریرؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ سے مسح علی الخفین کی بابت سوال کیا۔ وہ کہتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ مروان بن الحکمؒ کے گھر میں داخل ہوئے، انہوں نے پیشاب کرنے کے بعد پانی منگوایا، اور وضوء کیا، اور اپنے موزے اتارے، اور فرمایا: اللہ تعالی نے ہمیں گائے اور بکریوں کے چمڑوں پر مسح کرنے کا حکم نہیں دیا، ابو رزینؒ سے بھی حضرت ابو ہریرہ سے انکارِ مسح منقول ہے؛ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے " مسح علی الخفین" والی روایت ثابت نہیں ہے، ورنہ تو وہ کیونکر مسح علی الخفین کا انکار کرتے!!؟ بلکہ وہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اس پر عمل کرنے والے ہوتے۔

حافظ ابن رجبؒ نے شرح علل الترمذی میں یہ قاعدہ ذکر کیا ہے کہ راوی کا عمل اگر اس کی روایت کردہ حدیث کے مخالف ہو تو یہ قرینہ ہے اس بات پر کہ یہ حدیث معلول ہے۔ اور اسی قاعدہ کی بناء پر امام احمدؒ اور دیگر حفاظ نے بہت سی احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ انہی احادیث میں سے ایک یہی حضرت ابو ہریرہ کی حدیث المسح علی الخفین بھی ہے۔ (13)

علاوہ ازیں عمر بن عبد اللہ بن ابی خثعم متروک الحدیث اور واہی الحدیث ہیں۔ اور ''یحیٰ بن کثیر، عن ابی سلمہ، عن ابی ہریرہ جیسی ذہبی سند کی روایت کرنے میں اس جیسے راوی کا تفرد شدید النکارہ ہوتا ہے۔ کچھ راویوں نے ابن ابی خثعمؒ کی متابعت بھی کی ہے، مثلاً: ایوب بن عتبہ، جو کہ ضعیف ہیں، اور معلی بن عبد الرحمن واسطی جو کہ متہم بوضع الحدیث ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ سے کچھ اور طرق سے بھی مسح علی الخفین کی احادیث مروی ہیں، جو کہ سب کی سب مناکیر ہیں۔

گیارہویں حدیث: **امام مسلمؒ فرماتے ہیں:** «ذكر حديث منقول على الخطأ في الاسناد والمتن. حدثنا مسلم ثنا إسحاق، أنا عبد الرزاق، قال سمعت مالكا يقول وقت رسول الله ﷺ لأهل العراق قرنًا، فقلت: من حدثك هذا يا أبا عبد الله؟ قال: أخبرنيه نافع، عن ابن عمر، فحدثت به معمرًا، فقال: قد رأيت أيوب دار مرةً إلى قرن، فأحرم منها. قال عبد الرزاق: وأخبرني بعض أهل المدينة أن مالكًا بأخرة محاه من كتابه. سمعت مسلمًا يقول: ذكر الروايات التي فيها بيان خطأ هذه الرواية عن عبد الرزاق: ثنا مسلم، ثنا يحيى بن يحيى، قال: قرأت على مالك، عن نافع، عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: يهل أهل المدينة من ذي الحليفة وأهل الشام من الجحفة وأهل نجد من قرن. قال عبد الله: وبلغني أن رسول الله ﷺ قال: ويهل أهل اليمن من يلملم. وعبيد الله عن نافع، والليث عن نافع، ويحيى بن سعيد عن نافع، وحجاج وابن عون والضحاك وابن جريج عن نافع، وعبد الله بن دينار عن ابن عمر، والزهري عن سالم، وصدقة عن ابن عمر، وعمرو بن دينار عن طاووس عن ابن عباس، وابن طاووس عن أبيه عن ابن عباس، وأبو الزبير عن جابر، وعطاء عن جابر، والحجاج بن أرطأة عن عطاء عن جابر، وابن جريج عن عطاء أن النبي ﷺ. والقاسم عن عائشة ومحمد بن علي عن ابن عباس وميمون بن مهران عن ابن عمر فالثابت الصحيح من توقيت رسول الله ﷺ لإحرام المحرم ما في حديث ابن عمر وابن عباس، كل ذلك في روايته عن النبي ﷺ فهي لهن ولمن أتى عليهن بما في الحديث؛ فالظاهر من هذا الكلام كله أنه مسترق في الرواية عن النبي ﷺ، وقد يمكن أن تكون هذه الزيادة من قول ابن عباس ليس منقولا في الحديث عن النبي ﷺ........»- (14)

علت کی تشریح: امام عبد الرزاق صنعانیؒ کہتے ہیں: میں نے مالکؒ کو کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کے لئے ''قرن'' کو میقات قرار دیا۔ میں نے ان سے کہا: یہ حدیث کس نے آپ کو سنائی ہے؟ انہوں نے کہا: نافعؒ نے، حضرت عبد اللہ بن عمر سے۔ عبد الرزاقؒ نے یہ حدیث امام معمر بن راشد ازدیؒ کو سنائی تو انہوں نے کہا: میں نے ایک بار ایوب سختیانیؒ کو قرن کی جانب مڑتے ہوئے دیکھا، اور پھر وہیں سے انہوں نے احرام باندھا۔ عبد الرزاقؒ کہتے ہیں: مجھے بعض اہلِ مدینہ نے بتایا کہ امام مالکؒ نے اسے آخر میں اپنی کتاب سے مٹا دیا تھا۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں: عبد الرزاق صنعانیؒ کی یہ روایت خطأ ہے؛ کیونکہ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عمر کی اس روایت کے مخالف ہے، جس کے مطابق آپ ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ''ذو الحلیفہ'' کو، اہلِ شام کے لئے ''جحفہ'' کو جب کہ ''قرن'' کو اہلِ نجد کے لئے میقات مقرر فرمایا تھا، نیز اہلِ یمن کے لئے ''یلملم'' کو میقات مقرر فرمایا۔ یہ مضمون کم و بیش درج ذیل اسانید کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ ، عن مالکؒ، عن نافعؒ، عن ابن عمر ۔ عبید اللہ بن عمرؒ، عن نافعؒ، عن ابن عمر ۔ اللیث بن سعدؒ ، عن نافعؒ، عن ابن عمر ۔ یحییٰ بن سعید انصاریؒ، عن نافعؒ ، عن ابن عمر ۔ حجاجؒ وابن عونؒ وضحاکؒ وابن جریجؒ عن نافعؒ، عن ابن عمر ۔ عبد اللہ بن دینارؒ، عن ابن عمر ۔ زہریؒ ، عن سالمؒ، عن ابن عمر ۔ صدقۃؒ، عن ابن عمر ۔ میمون بن مہرانؒ، عن ابن عمر ۔

نیز یہی مضمون آپ ﷺ سے متعدد صحابہ کرام سے بھی مروی ہے: عبد اللہ بن دینارؒ، عن طاووسؒ، عن ابن عباس ۔ ابن طاووسؒ، عن أبیہؒ، عن ابن عباس ۔ محمد بن علیؒ، عن ابن عباس ۔ ابو الزبیرؒ، عن جابر ۔ عطاءؒ، عن جابر ۔ ابن جریجؒ، عن عطاءؒ، عن النبی ﷺ مرسلاً ۔ قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ، عن ام المؤمنین عائشہ ۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں کہ: ممکن ہے عبد الرزاقؒ کی حدیث میں مذکور "زیادت" حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول ہو، نہ کہ مرفوع حدیث۔ غالب گمان یہی ہے کہ: عبد الرزاقؒ سے ہی اس میں غلطی ہوئی ہے، اور اگر انہوں نے اسے ضبط کیا ہے تو پھر ہو سکتا ہے کہ امام مالکؒ سے سبقتِ لسانی کی وجہ سے یہ غلطی ہوئی ہو اور انہوں نے "نجد" کے بجائے "عراق" کہہ دیا ہو۔

رہے اہلِ عراق تو حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں: اہلِ عراق کے لئے "ذات عرق" کو میقات مقرر کیا گیا ہے۔ یہ موقوف حدیث امام نافعؒ نے ان سے روایت کیا ہے۔ اور اہلِ عراق کے لئے "ذات عرق" کے میقات ہونے کی بابت جتنی بھی احادیث مروی ہیں، ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ مثلاً:

ابن جریجؒ، عن ابی الزبیرؒ، عن جابر والی حدیث یہ معلول ہے؛ کیونکہ اس حدیث میں حضرت جابر نے فرمایا: سمعتُ۔ مگر کس سے سنا، یہ نہیں بتایا۔ ابن جریجؒ نے کہتے ہیں کہ: میرے خیال میں نبی ﷺ سے سنا، گویا یقین ان کو بھی نہیں۔ اور شک سے رفع ثابت نہیں ہوتا؛ کیونکہ یہ احتمال بھی ہے کہ انہوں نے اسے حضرت عمر فاروق سے سنا ہو۔ علاوہ ازیں نقاد نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔

قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ، عن ام المؤمنین عائشہ ، اس کی سند میں ہشام بن بہرام ہے، جو اس کی روایت کرنے میں "معافیٰ بن عمرانؒ، عن افلحؒ، عن القاسمؒ" سے متفرد ہے، اور ہشام بن بَہرام مدائنیؒ جو کہ انتہائی متأخر طبقہ کا راوی ہے، اس کا معافیٰ بن عمرانؒ جیسے حافظ مکثر سے تفرد قطعاً قابلِ قبول نہیں۔

محمد بن علیؒ، عن ابن عباس ، اسے یزید بن ابی زیاد روایت کرتے ہیں، جو ضعیف راوی ہیں، اور ان جیسے راوی کا تفرد بھی مردود ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ایک اور علت بھی ہے، وہ یہ ہے کہ محمد بن علیؒ کا حضرت عبد اللہ بن عباس سے نہ ہی سماع کا علم ہے اور نہ اس بات کا کہ انہوں نے ان سے ملاقات کی ہے۔

اور میمون بن مہرانؒ، عن ابن عمر، جسے جعفر بن برقانؒ روایت کرتے ہیں، انہوں نے اسے اچھی طرح ضبط نہیں کیا؛ کیونکہ اس میں انہوں نے کہا ہے: اہل طائف کے لئے "قرن" ہے، جب کہ سالمؒ، نافعؒ اور عبد اللہ بن دینارؒ کی روایات میں قرن کو اہلِ نجد کے لئے میقات قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اپنی روایات میں اہل یمن کا میقات بیان کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ

یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمر نے آپ ﷺ سے براہ راست نہیں سنی، بلکہ واسطہ سے سنی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ حدیث اچھی طرح ضبط کی ہے۔ اسی طرح میمون بن مہرانؒ روایت میں ہے کہ: آپ ﷺ نے اہلِ مشرق کے لئے "ذاتِ عرق" کو میقات قرار دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سالمؒ، نافعؒ، عبد اللہ بن دینارؒ ان میں سے ہر ایک میمون بن مہرانؒ سے اولی، اثبت اور احفظ ہے؛ لہذا ان حضرات کی حدیث اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اسے حضرت عبد اللہ بن عمر سے صحیح مانا جائے، جبکہ میمون بن مہرانؒ نے تو یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر سے سنی ہی نہیں۔

نتائج بحث:

* نقدِ حدیث میں امام مسلمؒ کا شمار عصر الروایہ کے ممتاز ترین نقاد میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ ان کے شیوخ نے بھی اس فن میں ان کی امامت تسلیم کی ہے۔

* نقدِ حدیث میں امام مسلمؒ راویوں کے اجمالی احوال کو بنیاد نہیں بناتے، اس بابت ان کا منہج دیگر نقاد متقدمین کی طرح سبر و اعتبار یا معارضۃ الروایات والا ہے۔

* کسی بھی حدیث پر حکم لگانے کا صحیح منہج یہی ہے کہ راوی کے ضبط اجمالی پر اقتصار کے بجائے اس کے ضبط خاص کو بنیاد بنایا جائے۔

* کسی راوی کے ثقہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ معصوم ہے، اور اس سے غلطی نہیں ہو سکتی، کتاب التمییز اس امر کا شاہد عین ہے۔

....

حواشی و تعلیقات:

(1) مسلم، کتاب التمییز (ص64 - 68).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 64 - 68)

(2) مسلم، کتاب التمییز (ص87 - 90).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 87 - 90)

(3) مسلم، کتاب التمییز (ص90 - 91)

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 90 - 91)

(4) مسلم، کتاب التمییز (ص92 - 94).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 92 - 94)

(5) ایمن بن نابلؒ کی متابعت سفیان ثوریؒ اور ابن جریجؒ نے کی ہے، مگر یہ دونوں متابعات ثابت نہیں؛ سفیان ثوریؒ کی متابعت کی سند میں حمید بن الربیع الخزاز ہیں، جو ضعیف ہیں، اور ابن معینؒ نے ان کی تکذیب کی ہے۔ اور اس طرح کے راوی کا سفیان ثوریؒ کی سند روایت کرنے میں متفرد ہونا کسی طرح قابلِ قبول نہیں۔ ابن جریجؒ کی متابعت کی سند ہمیں نہیں مل سکی، لگتا ہے کہ انہوں نے اسے ابو الزبیرؒ سے

براہ راست نہیں سنی، بلکہ یاسین الزیات سے سن کر اس کا نام حذف کر دیا، جسے تدلیس کہا جاتا ہے۔ اور یاسین الزیات منکر الحدیث ہیں۔ پھر نقاد کے ایمنؒ کے تفرد پر تنصیص سے بھی ان متابعات کی نکارت مزید مؤکد اور یقینی ہو جاتی ہے۔

(6) مسلم، کتاب التمییز(ص113 - 119).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 113 - 119)

(7) مسلم، کتاب التمییز(ص119 - 222).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 119 - 222)

(8) جن صحابہ کرام سے یہ حدیث مروی ہے، ان میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو عامر اشعری، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت انس قابل ذکر ہیں۔ ایک روایت حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی سے بھی ہے، مگر یہ روایت ضعیف ہے۔

(9) مسلم، کتاب التمییز(ص122 - 125).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 122 - 125)

(10) مسلم، کتاب التمییز(ص141 - 147).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 141 - 147)

(11) مسلم، کتاب التمییز(ص147 - 150).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 147 - 150)

(12) مسلم، کتاب التمییز(ص150 - 153).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 150 - 153)

(13) ابن رجب، شرح علل الترمذي(2/796 - 797).

)Ạib'n Rajab, S̲harāḥ Alãla Al-Tĩ'mid̲hī (2 / 796 – 797

(14) مسلم، کتاب التمییز(ص160 - 167).

.Mus'lim, kitāb Al-Tãm'yyz (ṣ 160 - 167)